ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol.03 No.03 (2025)

منتخب قرآنی آیات میں فہمِ مقصودِ الٰہی: اردو تراجم قرآن کی روشنی میں

Understanding the Divine Purpose in Selected Qur'anic Verses through Urdu Translations of the Qur'an

Muhammad Aslam Chishti
PhD Scholar, Department of Islamic studies, The University of Lahore (UOL), Lahore, Pakistan.
Dr. Malik Kamran
Assistant Professor, Department of Islamic studies, The University of Lahore (UOL), Lahore, Pakistan.

Abstract

This research is based on the fact that Allah Almighty revealed Islam to His final Messenger, Prophet Muhammad ﷺ, and Himself took responsibility for its preservation, both in the form of the recited revelation (Qur'an) and the non-recited revelation (Hadith), which will remain safeguarded until the Day of Judgment. Islam was declared the final and complete religion, and throughout history, scholars have played a pivotal role in its protection and propagation. In the Indian Subcontinent, scholars rendered Urdu translations of the Qur'an to make its meanings and teachings accessible to the masses. However, due to differences in style, eloquence, linguistic choices, and sectarian inclinations, significant variations are found among these translations. Such differences have had a direct impact on the understanding of Qur'anic concepts and divine objectives, with each school of thought considering its translation superior to others. Against this backdrop, the present study conducts a comparative analysis of the translations produced by three major schools of thought: Kanz-ul-Iman by Ahmed Raza Khan Barelvi, Ahsan-ul-Bayan by Muhammad Junagarhi (Ahl-e-Hadith), and Maariful-Qur'an by Mahmood Hasan Deobandi. For precision and clarity, the comparative analysis is restricted to the interpretive differences found in Surah al-Ma'idah and Surah al-An'am. This study not only provides a deeper understanding of Qur'anic translations but also contributes to paving the way for intellectual harmony and unity within the Muslim Ummah.

Keywords: *Comparative Study, Schools of Thought, Linguistic Analysis, Textual Criticism, Translation and Interpretation.*

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول حضرت محمد ﷺ پر شریعتِ اسلامیہ نازل فرما کر اس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا۔ یہ شریعت وحی متلوّ (قرآن) اور وحی غیر متلوّ (حدیث) دونوں صورتوں میں امت تک پہنچی اور دونوں کی حفاظت کی ضمانت بھی ذاتِ باری تعالیٰ نے دی۔ ارشادِ ربانی ہے: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (الحجر 15:9)۔ چونکہ دین اپنی تکمیل کو پہنچ چکا تھا اور سابقہ آسمانی ادیان اپنی میعاد پوری کر چکے تھے، لہٰذا اب ایک ایسے دین کی ضرورت تھی جو قیامت تک انسانیت کے لیے قابلِ عمل رہے۔ اس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی ﷺ کو منتخب فرمایا اور اسلام دین کی ضرورت تھی جو قیامت تک انسانیت کے لیے قابلِ عمل رہے۔ اس مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی ﷺ کو منتخب فرمایا اور اسلام کو ادیانِ سماویہ کا آخری اور دائمی ایڈیشن قرار دیا۔ جیسا کہ قرآنِ کریم میں فرمایا گیا: ﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ (المائدہ 3:5)۔ دین کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں ایسے رجالِ کار پیدا کیے جنہوں نے اپنی جان و مال قربان کر کے اس مشن کو جاری رکھا۔ بہت سے فتنہ پردازوں نے اس چشمہ صافی کو گدلا کرنے کی کوشش کی، لیکن ہر زمانے میں علمائے امت نے ان کا رد کیا اور دین کو اسی حالت میں محفوظ رکھا جس حالت میں نبی اکرم ﷺ امت کو دے کر گئے تھے۔ انہوں نے اسلام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا اور قرآن

کریم کے فیضان کو عام کیا۔

برصغیر پاک وہند میں مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء نے قرآن کریم کے تراجم کیے جو آج تک اردو دان طبقے میں رائج ہیں۔ ان تراجم کے ذریعے عوام قرآن کے مفاہیم و مقاصد کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاہم ترجمہ کرتے وقت زبان کی فصاحت و بلاغت، اسلوبیاتی لوازمات، استعارات، تشبیہات اور سب سے بڑھ کر مترجم کا مسلکی رجحان، سب مل کر الفاظ کے انتخاب پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ برصغیر میں کیے گئے تراجم میں لفظی اور معنوی سطح پر نمایاں اختلافات پائے جاتے ہیں۔ اس اختلاف کے باعث قرآن کے مدلولات، مسائل اور مقاصدِ الٰہی کے فہم میں فرق واقع ہو جاتا ہے، اور ہر مکتب فکر اپنے نمائندہ مترجم کے ترجمہ کو اصح اور دیگر کو کم تر سمجھتا ہے۔

ایسی صورت میں ضروری تھا کہ ان مختلف تراجم کا تقابلی مطالعہ کیا جائے اور لغت، احادیث و آثار اور اردو زبان کے قواعد کی روشنی میں یہ طے کیا جائے کہ اختلافی مقامات میں کون سا ترجمہ زیادہ بلیغ، راجح اور اصل کے قریب ہے۔ اس عمل سے نہ صرف قرآنی معانی زیادہ واضح ہو سکتے ہیں بلکہ امت کے اتحاد کی راہیں بھی ہموار ہو سکتی ہیں۔ انہی محرکات کے پیش نظر اس مقالے میں تین بڑے مکاتب فکر یعنی بریلوی، اہل حدیث اور دیوبندی کے تراجمِ قرآن کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس مقصد کے لیے احمد رضا خان بریلوی کا کنز الایمان، مولانا محمد جوناگڑھی کا ترجمہ مرقوم در احسن البیان اور مولانا محمود الحسن دیوبندی کا ترجمہ مرقوم در معارف القرآن منتخب کیے گئے ہیں۔ تقابلی جائزہ کو محدود رکھنے کے لیے سورۃ المائدہ اور سورہ الانعام میں پائے جانے والے اختلافی نکات کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَن تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۚ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ۗ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۚ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ ۙ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ()(المائدہ3:5)

❖ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ کا ترجمہ

کنز الایمان: تم پر حرام ہے مُردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور جو گلا گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کرلو، اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا اور پانسے ڈال کر بانٹا کرنا یہ گناہ کا کام ہے، آج تمہارے دین کی طرف سے کافروں کی آس ٹوٹ گئی تو اُن سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا تو جو بھوک پیاس کی شدت میں ناچار ہو یوں کہ گناہ کی طرف نہ جھکے تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (احمد رضا بریلوی۔ (س،ن) کنز الایمان فی ترجمہ القرآن ۔ لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز۔ ص 192)

احسن البیان:

تم پر حرام کیا گیا مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو اور جو گلا گھٹنے سے مرا ہو اور جو کسی ضرب سے مر گیا ہو اور جو اونچی جگہ سے گر کر مرا ہو اور جو کسی کے سینگ مارنے سے مرا ہو اور جسے درندوں نے پھاڑ کھایا ہو لیکن اسے تم ذبح کر ڈالو تو حرام نہیں اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو اور یہ بھی کہ قرعہ کے تیروں کے ذریعے فال گیری کرو یہ سب بدترین گناہ ہیں، آج کفار تمہارے دین سے ناامید ہو گئے، خبردار! تم ان سے نہ ڈرنا اور مجھ سے ڈرتے رہنا، آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کے

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
Vol.03 No.03 (2025)

دین ہونے پر رضامند ہو گیا۔ پس جو شخص شدت کی بھوک میں بے قرار ہو جائے بشر طیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بہت بڑا مہربان ہے۔(محمد جوناگڑھی۔ (د۔ت)، ترجمۂ قرآن ملحق تفسیر احسن البیان از صلاح الدین یوسف. الریاض، مکتبہ دارالسلام۔ ص283)

معارف القرآن:

حرام ہوا تم پر مردہ جانور اور لہو اور گوشت سور کا اور جس جانور پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی اور کا اور جو مر گیا ہو گلا گھونٹنے سے یا چوٹ سے یا اونچے سے گر کر یا سینگ مارنے سے اور جس کو کھایا ہو درندہ نے مگر جس کو تم نے ذبح کر لیا اور حرام ہے جو ذبح ہوا کسی تھان پر اور یہ کہ تقسیم کرو جوئے کے تیروں سے یہ گناہ کا کام ہے آج ناامید ہو گئے کافر تمہارے دین سے سو ان سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین پھر جو کوئی لاچار ہو جاوے بھوک میں لیکن گناہ پر مائل نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔(محمود الحسن۔(1422ھ) ترجمۂ قرآن ملحق تفسیر معارف القرآن از محمد شفیع. کراچی، ادارہ معارف۔ ج3، ص26)

تقابل:

وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ کے ترجمہ میں صاحب کنزالایمان نے لکھا" وہ جانور حرام ہے جس کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے"، جبکہ احسن البیان " جس پر اللہ کے سوا دوسرے کا نام پکارا گیا ہو " اور معارف القرآن نے اس کا ترجمہ " اور جس جانور پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی اور کا "وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ کی مزید تشریح و تفسیر امہات الکتب سے پیش کی جاتی ہے۔

"اُھِلّ" کا لغوی معنی و مفہوم

دراصل لفظِ "اُھِلّ" ثلاثی مزید فیہ کے باب اِفعال "اِھْلَال" سے مشتق صیغہ ماضی مجہول ہے۔ اہلِ لغت نے "اِھْلَال" کے متعدد معانی بیان کیے ہیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

لسان العرب:

لسان العرب میں علامہ ابن منظور الافریقی لفظ أُهِلَّ کی لغوی تشریح ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

> و أصل الإهلال رفع الصوت. و كل رافع صوته فهو مهل، و كذلک قوله ل: {وَ مَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ} هو ما ذبح للآلهة و ذلک لأن الذابح كان يسميها عند الذبح، فذلک هو الإهلال(ابن منظور، لسان العرب، جمال الدين ابن منظور الإفريقي (المتوفى: 711هـ) الناشر: دار صادر – بيروت،الطبعة: الثالثة - 1414 ھ،ج11،ص701)۔
>
> 'اِھْلَال کا اصل معنی آواز بلند کرنا ہے۔ ہر آواز بلند کرنے والا مُھِلّ ہے، اور اسی معنی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: {وَمَا اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ}۔ اس سے مراد ہر وہ جانور ہے جسے جھوٹے معبودوں کیلئے ذبح کیا گیا ہو اور یہ مفہوم اس بنا پر ہے کہ ذبح کرنے والا عین ذبح کے وقت اس بت کا نام لیتا تھا۔ پس یہی اِھْلَال ہے۔"

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

Vol.03 No.03 (2025)

ابن منظور، مزید ابن عباس کا قول نقل کرتے ہیں:

قال أبو العباس: وسمي الهلال، هلالاً لأن الناس يرفعون أصواتهم بالإخبار عنه. **(ابن منظور، لسان العرب ، جمال الدين ابن منظور الإفريقى (المتوفى: 711هـ) الناشر: دار صادر – بيروت،الطبعة: الثالثة - 1414 هـ،ج11،ص703)۔**

"ابو العباس نے کہا: چاند کو ہلال اس لئے کہتے ہیں کہ لوگ اسے دیکھتے ہی اپنی آوازیں بلند کر کے اس کا اعلان کرتے ہیں۔"

امام ابن جریر طبری لکھتے ہیں:

وما ذبح للآلهة وللأوثان، يسمى عليه غير اسم الله۔(**ابن جرير۔ تفسير الطبري = جامع البيان عن تأويل آي القرآن، محمد بن جرير الطبري (المتوفى: 310هـ): دار هجر ،الطبعة: الأولى، 1422 هـ - 2001 م،ج9،ص493)**

"وَمَا أُهِلَّ وہ ہے جو دیوتاؤں اور بتوں کے لیے ذبح کیا جاتا ہے، اور اسے خدا کے علاوہ کسی اور نام سے پکارا جاتا ہے"

امام بغوی الشافعی لکھتے ہیں:

وما أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ، أَيْ: مَا ذُكِرَ عَلَى ذبحه غير اسم اللَّهِ تَعَالَى **(الكتاب: معالم التنزيل في تفسير القرآن = تفسير البغوى،المؤلف: أبو محمد الحسين بن مسعود البغوي (المتوفى: 510هـ)،الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع،الطبعة: الرابعة، 1417 هـ - 1997 م،ج2،ص10)**

"یعنی وہ چیز جسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس کے نام کے ساتھ ذبح کیا جائے"

علامہ زمخشری لکھتے ہیں:

وَما أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ أى رفع الصوت به لغير الله، وهو قولهم: باسم اللات والعزى عند ذبحه۔(**۔ زمخشری۔الكتاب: الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل،المؤلف: أبو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد، الزمخشري (المتوفى: 538هـ) الناشر: دار الكتاب العربي - بيروت۔الطبعة: الثالثة - 1407 هـ،ج1،ص603)**

"اور وہ جو خدا کے سوا کسی اور کے لئے وقف ہے، یعنی خدا کے سوا کسی اور کے لئے آواز بلند کرنا، اور ان کا قول یہ ہے کہ اس کو ذبح کرتے وقت وہ کہتے کہ لات اور العزی کے نام سے"

ابن عطیہ کے بقول:

وعادة الذابح أن يسمي مقصوده ويصيح به فذلك إهلاله ومنه استهلال المولود إذا صاح عند الولادة.(ابن عطيہ،1422هـ،ج 2، ص150)(**ابن عطيه الكتاب: المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز۔ المؤلف: أبو محمد عبد الحق بن غالب بن عطية الأندلسي (المتوفى: 542هـ) ،الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت،الطبعة: الأولى - 1422هـ،ج2، ص150)**

"ذبح کرنے والے کا دستور تھا کہ وہ اپنے مقصود کا نام لیتا اور اسے پکارتا اور یہی اس کا اہلال ہے۔ اور اسی سے نوزائیدہ کا اہلال ہے جب وہ پیدائش کے وقت پکار کر روتا ہے"

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں:

وَكَانُوا يَقُولُونَ عِنْدَ الذَّبْحِ: بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزَّى فَحَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى ذَلِكَ (۔ الرازی۔الكتاب: **مفاتيح الغيب = التفسير الكبير**، المؤلف: أبو عبد الله محمد بن عمر الرازي الملقب بفخر الدين الرازي (المتوفى: 606هـ) الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت،الطبعة: الثالثة - 1420هـ،ج283،11)

"اور مشرکین ذبح کرتے وقت کہتے: لات والعزیٰ کے نام سے، تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا"

تفسیر البیضاوی میں ہے:

أي رفع الصوت لغير الله به كقولهم: باسم اللات والعزى عند ذبحه (۔بیضاوی۔الكتاب: **أنوار التنزيل وأسرار التأويل**، المؤلف: ناصر الدين أبو سعيد عبد الله بن عمر البيضاوي (المتوفى: 685هـ) ،الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت،الطبعة: الأولى - 1418 هـ،ج2،ص114)

"اللہ کے سوا کسی اور کے لیے آواز بلند کرنا، جیسے کہ مشرکین کا قول کہ وہ ذبح کرتے وقت کہتے لات اور العزیٰ کے نام سے"

امام ابن کثیر لکھتے ہیں:

أَيْ: مَا ذُبِحَ فَذُكِرَ عَلَيْهِ اسْمُ غَيْرِ اللَّهِ، فَهُوَ حَرَامٌ؛ (ابن کثیر۔الكتاب: تفسير القرآن العظيم،المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير (المتوفى: 774هـ) الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع،الطبعة: الثانية 1420هـ - 1999 م،ج3 ص17)

"یعنی جس چیز کو ذبح کیا گیا ہو اور اس پر خدا کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو وہ حرام ہے۔

راجح قول:

امام ابن جریر طبری،امام فخر الدین الرازی، امام ابن عطیہ، امام بغوی،امام زمخشری، امام ابن کثیر ،علامہ البیضاوی اور علامہ جمال الدین القاسمی کی تفسیری تصریحات کی روشنی میں ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ وَما أُهِلَّ میں ذبح کا مفہوم آیت کا مقصود ہے جو کنز الایمان کے ترجمہ میں واضح ہے جبکہ احسن البیان اور معارف القرآن میں اس کو واضح نہیں کیا گیا اس لیے وَما أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ کا ترجمہ "اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا" جو کہ صاحب کنز الایمان نے کیا ہے وہ زیادہ مناسب اور راجح معلوم ہوتا ہے۔

قَالَ فَإِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ ۛ أَرْبَعِينَ سَنَةً ۛ يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ۔(المائدہ26:5)کنز الایمان

فرمایا تو وہ زمین ان پر حرام ہے چالیس برس تک بھٹکتے پھریں زمین میں تو تم ان بے حکموں کا افسوس نہ کھاؤ۔

(احمد رضا بریلوی۔(س،ن) کنز الایمان فی ترجمہ القرآن .لاہور:ضیاء القرآن پبلیکیشنز۔ص 201)

احسن البیان

ارشاد ہوا کہ اب زمین ان پر چالیس سال تک حرام کر دی گئی ہے، یہ خانہ بدوش ادھر ادھر سرگرداں پھرتے رہیں گے اس لئے تم ان فاسقوں کے بارے میں غمگین نہ ہونا۔(محمد جوناگڑھی۔ (س،ن)، ترجمۂ قرآن ملحق تفسیر احسن البیان از صلاح الدین یوسف. الریاض،مکتبہ دارالسلام۔ص296)

معارف القرآن

فرمایا تحقیق وہ زمین حرام کی گئی ہے ان پر چالیس برس سر مارتے پھریں گے ملک میں سو تو افسوس نہ کر نافرمان لوگوں پر۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

(محمود الحسن، شیخ الہند۔ سال اشاعت 1422ھ ترجمۂ قرآن ملحق تفسیر معارف القرآن از محمد شفیع. کراچی، ادارہ معارف۔ ج3، ص93)

❖ **يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ کا ترجمہ**

تقابل

يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ کا صاحب کنز الایمان نے "بھٹکتے پھریں زمین میں" صاحب احسن البیان نے "یہ خانہ بدوش ادھر ادھر سر گرداں پھرتے رہیں گے" اور صاحب معارف القرآن نے "سر مارتے پھریں گے ملک میں" ترجمہ کیا ہے۔ بھٹکتے پھریں اور سر مارتے پھریں تو ایک ہی مفہوم کو واضح کرتا ہے۔ لیکن صاحب احسن البیان کے ترجمے میں خانہ بدوش کا لفظ اضافی ہے، مزید تحقیق حسب ذیل ہے

امام ابن جریرؒ تفسیر طبری میں لکھتے ہیں:

ومعنى:"يتيهون في الأرض"، يحارون فيها ويضلُّون **الكتاب: جامع البيان في تأويل القرآن(134/14) المؤلف: محمد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، أبو جعفر الطبري (المتوفى: 310هـ) المحقق: أحمد محمد شاكر، الناشر: مؤسسة الرسالة،الطبعة: الأولى، 1420 هـ - 2000 م،ج10،ص199**

" اور وہ زمین میں سر گرداں پھرتے رہیں گے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں حیران و گمراہ ہوں گے "

الوسیط فی تفسیر القرآن المجید میں مرقوم ہے:

يتيه فيها الإنسان قال مجاهد والحسن: كانوا يصبحون حيث أمسوا، ويمسون حيث أصبحوا-**(الكتاب: الوسيط في تفسير القرآن المجيد،المؤلف: أبو الحسن علي بن أحمد الواحدي، النيسابوري (المتوفى: 468هـ) الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1415 هـ - 1994 م،ج2، ص175)**

" آدمی اس میں بھٹکتا ہے، گم راستہ ہے اسے کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ مجاہد (مجاہد بن جبیر المکی التابعی) اور حسن (البصری) نے کہا: وہ لوگ صبح اسی جگہ کرتے جہاں شام کی تھی، اور شام اسی جگہ کرتے جہاں صبح کی تھی"

علامہ الواحدی نیشاپوری الوجیز میں رقمطراز ہیں:

وقوله:{يتيهون في الأرض} يتحيَّرون فلا يهتدون للخروج منها۔**(الكتاب: الوجيز في تفسير الكتاب العزيز(437/1)المؤلف: أبو الحسن علي بن أحمد الواحدي، النيسابوري (المتوفى: 468هـ) دار النشر: دار القلم , الدار الشامية - دمشق، بيروت،الطبعة: الأولى، 1415 هـ،ج1، ص315)**

"وہ الجھاؤ اور حیرانگی کا شکار ہیں اور اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ڈھونڈ پا رہے"

علامہ زمخشری کے بقول:

ومعنى يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ يسيرون فيها متحيرين لا يهتدون طريقاً. والتيه: المفازة التي يتاه فيها. روى أنهم لبثوا أربعين سنة في ستة فراسخ يسيرون كل يوم جادين، حتى إذا سئموا وأمسوا إذا هم بحيث ارتحلوا عنه، وكان الغمام يظللهم(۔ **زمخشری۔الكتاب: الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل،المؤلف: أبو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد، الزمخشري (المتوفى: 538هـ) الناشر: دار الكتاب العربي - بيروت۔الطبعة: الثالثة - 1407 هـ،ج1،ص622)**

"يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ کے معنی یہ ہیں کہ وہ اس میں ایسے الجھے ہوئے ہیں کہ اپنا راستہ نہیں پاتے۔ بیابان: وہ صحرا جس میں کوئی گم ہو جائے۔ روایت ہے کہ وہ چالیس سال صرف چھ فرسخ کے فاصلے میں ٹھہرے رہے، ہر روز مستعدی سے چلتے رہتے، یہاں تک کہ تھک ہار کر وہی بیٹھ جاتے اور رات وہیں گزارتے اس حال میں صبح کرتے کہ اسی مقام پر ہوتے جہاں سے وہ روانہ ہوئے تھے، اور بادل ان پر سایہ کر رہے تھے"

امام ابن کثیر لکھتے ہیں:

يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ الْآيَةَ قَالَ: فَتَاهُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً يُصْبِحُونَ كُلَّ يَوْمٍ يَسِيرُونَ لَيْسَ لَهُمْ قَرَارٌ۔(ابن كثير۔**الكتاب: تفسير القرآن العظيم،المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير (المتوفى: 774هـ) الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع،الطبعة: الثانية 1420هـ - 1999 م،ج3 ص71)**

"وہ زمین میں گھومتے رہتے تھے۔ چنانچہ وہ چالیس سال تک زمین میں گھومتے رہے، وہ ہر روز چلتے رہے، ان کے لیے آرام کی جگہ نہ تھی۔ ہر دم بھٹکتے رہتے تھے"

راجح قول:

ائمہ تفسیر، امام ابن جریر طبری، امام الواحدی، امام زمخشری، امام ابن کثیر کی تصریحات کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یَتِيهُونَ کا ترجمہ "بھٹکتے پھریں "اور "سر مارتے پھریں" تو ایک ہی مفہوم کو واضح کرتا ہے، اور قرآن پاک کی آیہ مبارکہ کے معنیٰ و مراد کو بڑے مناسب انداز میں بیان کرتا ہے اور صاحب کنز الایمان اور معارف القرآن کا ترجمہ مراد الٰہی کے قریب ترین ہے اور راجح معلوم ہوتا ہے۔ جبکہ صاحب احسن البیان کے ترجمے میں خانہ بدوش کا لفظ اضافی ہے، صرف "سرگرداں پھرتے رہیں گے" اتنا ہی کافی تھا۔

وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ ۖ وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۚ وَإِن يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوا بِهَا ۚ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوكَ يُجَادِلُونَكَ يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ(الانعام25:6)

- **وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا کا ترجمہ**

کنز الایمان:

اور ان میں کوئی وہ ہے جو تمہاری طرف کان لگاتا ہے اور ہم نے ان کے دلوں پر غلاف کر دیے ہیں کہ اسے نہ سمجھیں اور ان کے کانوں میں ٹینٹ (روئی) اور اگر ساری نشانیاں دیکھیں تو ان پر ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ جب تمہارے حضور تم سے جھگڑتے حاضر ہوں تو کافر کہیں یہ تو نہیں مگر اگلوں کی داستانیں((احمد رضا بریلوی۔(س،ن) کنز الایمان فی ترجمہ القرآن . لاہور: ضیاء القرآن پبلیکیشنز۔ ص234)

احسن البیان:

اور ان میں بعض ایسے ہیں کہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں پر پردہ ڈال رکھا ہے اس سے کہ وہ اس کو سمجھیں اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دے رکھی ہے اور اگر وہ لوگ تمام دلائل کو دیکھ لیں تو بھی ان پر کبھی ایمان نہ لائیں، یہاں تک کہ جب یہ لوگ آپ کے پاس آتے ہیں تو

آپ سے خواہ مخواہ جھگڑتے ہیں، یہ لوگ جو کافر ہیں یوں کہتے ہیں کہ یہ تو کچھ بھی نہیں صرف بے سند باتیں ہیں جو پہلوں سے چلی آ رہی ہیں((محمد جوناگڑھی۔(س،ن)، ترجمہ قرآن ملحق تفسیر احسن البیان از صلاح الدین یوسف. الریاض، مکتبہ دارالسلام۔ص348)

معارف القرآن:

اور بعضے ان میں کان لگائے رہتے ہیں تیری طرف اور ہم نے ان کے دلوں پر ڈال رکھے ہیں پردے تاکہ اس کو نہ سمجھیں اور رکھ دیا ان کے کانوں میں بوجھ اور اگر دیکھ لیں تمام نشانیاں تو بھی ایمان نہ لاویں ان پر یہاں تک کہ جب آتے ہیں تیرے پاس تجھ سے جھگڑنے کو تو کہتے ہیں وہ کافر نہیں ہے یہ مگر کہانیاں پہلے لوگوں کی۔(محمود الحسن، شیخ الہند۔سال اشاعت 1422ھ ترجمہ قرآن ملحق تفسیر معارف القرآن از محمد شفیع. کراچی، ادارہ معارف۔ج3،ص298)

تقابل:

وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا کے ترجمہ میں صاحب کنزالایمان نے لکھا" اور ان کے کانوں میں ٹینٹ "(روئی)،صاحب احسن البیان نے لکھا" اور ان کے کانوں میں ڈاٹ دے رکھی ہے"،اور صاحب معارف القرآن نے لکھا" اور رکھ دیا ان کے کانوں میں بوجھ" ان تینوں تراجم قرآن میں سے کون سا ترجمہ آیہ مبارکہ کے مفہوم ومراد کو زیادہ بہتر انداز میں بیان کرتا ہے، آئمہ کرام کی تشریحات کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں:

امام ابن جریر طبریؒ کے بقول:

{وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا} [الأنعام: 25] يَقُولُ تَعَالَى ذِكْرُهُ: وَجَعَلَ فِي آذَانِهِمْ ثِقَلًا وَصَمَمًا عَنْ فَهْمِ مَا تَتْلُو عَلَيْهِمْ وَالْإِصْغَاءِ لِمَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ۔۔(ابن جرير۔ **تفسير الطبري = جامع البيان عن تأويل آي القرآن، محمد بن جرير الطبري (المتوفى: 310هـ): دار هجر ،الطبعة: الأولى، 1422 هـ - 2001 م،ج9،ص197)**

اللہ تعالیٰ کے فرمان "اور ان کے کانوں میں گرانی ہے" کے متعلق فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اُس نے ان کے کانوں میں ایسا بوجھ اور بہرا پن رکھ دیا ہے جو انہیں اس چیز کو سمجھنے سے روکتا ہے جو آپ ان پر تلاوت کرتے ہیں اور اس بات کو غور سے سننے سے بھی مانع ہے جس کی طرف آپ انہیں دعوت دیتے ہیں۔

آبو اسحاق الزجاج کے بقول:

(وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا).الوقرثقل السمع، (۔**الزجاج۔الكتاب: معاني القرآن وإعرابه۔المؤلف: إبراهيم بن السري،أبو إسحاق الزجاج (المتوفى: 311هـ) ،الناشر: عالم الكتب – بيروت،الطبعة: الأولى 1408 هـ - 1988 م،ج3،ص243)**

" اور ان کے کانوں میں ہم نے بوجھ ڈال دیا ہے۔الوقر کا مطلب ہے سننے میں بھاری پن یعنی سماعت کی صلاحیت میں رکاوٹ"

امام الواحدی لکھتے ہیں:

{وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا} [الأنعام: 25] الوقر: الثقل في الأذن، قال ابن عباس: صمما.وقال الضحاك: ثقلا.وليس المعنى أنهم لم يعلموا ولم يسمعوا، ولكنهم حرموا الانتفاع به، فكانوا بمنزلة من لم يعلم ولم يسمع. **(الكتاب: الوسيط في تفسير القرآن المجيد،المؤلف: أبو الحسن علي بن أحمد الواحدي، النيسابوري (المتوفى: 468هـ) الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان،الطبعة: الأولى، 1415 هـ - 1994 م،ج2، ص261)**

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

" اور ان کے کانوں میں ہم نے بوجھ (ڈال دیا) ہے،"الوقر یعنی کانوں میں بھاری پن۔حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس سے مراد بہرہ پن ہے۔ضحاک رحمہ اللہ نے فرمایا اس سے مراد بھاری پن ہے۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ نہ جانتے تھے اور نہ سنتے تھے، بلکہ اصل مطلب یہ ہے کہ وہ اس قرآن سے فائدہ اٹھانے سے محروم کر دیے گئے چنانچہ وہ ایسے ہو گئے جیسے کہ نہ جانتے ہوں اور نہ سنتے ہوں۔"

امام بغوی کے بقول:

وَفِي آذانِهِمْ وَقْراً، صمما وثقلا، وهذا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُقَلِّبُ الْقُلُوبَ فَيَشْرَحُ بَعْضَهَا لِلْهُدَى، وَيَجْعَلُ بَعْضَهَا فِي أَكِنَّةٍ فَلَا تَفْقَهُ كَلَامَ اللَّهِ وَلَا تُؤْمِنُ،(**الكتاب: معالم التنزيل في تفسير القرآن = تفسير البغوى،المؤلف: أبو محمد الحسين بن مسعود البغوي (المتوفى: 510هـ)،الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع،الطبعة: الرابعة، 1417 هـ - 1997 م،ج2،ص118**)

" اور ان کے کانوں میں ہم نے بوجھ ڈال دیا یعنی بہرا پن اور بھاری پن۔ یہ آیت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کو پلٹ دیتا ہے چنانچہ بعض دلوں کو وہ ہدایت کے لیے کھول دیتا ہے اور بعض دلوں کو وہ پردوں میں رکھ دیتا ہے چنانچہ وہ اللہ کا کلام نہ سمجھتے ہیں اور نہ اس پر ایمان لاتے ہیں"

امام ابن کثیر کے بقول:

وَفِي آذانِهِمْ وَقْراً أَيْ صَمَمًا عَنِ السَّمَاعِ النَّافِعِ لَهُمْ،(**ابن كثير-الكتاب: تفسير القرآن العظيم،المؤلف: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير (المتوفى: 774هـ) الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع،الطبعة: الثانية 1420هـ - 1999 م،ج3 ص221**)

" اور ان کے کانوں میں بوجھ ہے،یعنی ایسا بہرا پن جو انہیں نفع دینے والی بات سننے سے روکتا ہے "

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر پردے اور کانوں میں ایسا ثقل اور بہرہ پن ڈال دیا ہے کہ وہ وہی بات نہیں سن پاتے جو ان کے حق میں ہدایت اور فائدہ مند ہو سکتی ہے

راجح قول:

اس تمام تر بحث و تمحیث کے بعد امام ابن کثیر، امام الواحدی، امام ابو اسحاق الزجاج، امام بغوی اور امام ابن جریر طبری وغیرہ کے تفسیری نکات کی روشنی میں ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا کے ترجمہ میں صاحب معارف القرآن کا ترجمہ " اور رکھ دیا ان کے کانوں میں بوجھ" بڑا مناسب اور اقرب الی المراد اور راجح محسوس ہوتا ہے۔

وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ (الانعام59:6)

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

❖ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا ترجمہ

کنز الایمان:

اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے، اور جو پتّا گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔

(احمد رضا بریلوی۔(س،ن) کنز الایمان فی ترجمہ القرآن .لاہور:ضیاء القرآن پبلیکیشنز۔ص242)

احسن البیان:

اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں، (خزانے) ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ کے۔ اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہیں اور جو کچھ دریاؤں میں ہیں اور کوئی پتا نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہیں۔

(محمد جوناگڑھی۔(س،ن)، ترجمہ ٔقرآن ملحق تفسیر احسن البیان از صلاح الدین یوسف. الریاض، مکتبہ دارالسلام۔ص 361)

معارف القرآن:

اور اسی کے پاس کنجیاں ہیں غیب کی کہ ان کو کوئی نہیں جانتا اس کے سوا اور وہ جانتا ہے جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے اور نہیں جھڑتا کوئی پتا مگر وہ جانتا ہے اس کو اور نہیں گرتا کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اور نہ کوئی ہری چیز اور نہ کوئی سوکھی چیز مگر وہ سب کتاب مبین میں ہے۔

(محمود الحسن، شیخ الہند۔سال اشاعت1422ھ ترجمہ ٔقرآن ملحق تفسیر معارف القرآن از محمد شفیع. کراچی، ادارہ معارف۔ج3،ص342)

تقابل:

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کے ترجمہ میں صاحب کنز الایمان نے لکھا "اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے"، صاحب احسن البیان نے لکھا "اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہیں اور جو کچھ دریاؤں میں ہیں"، اور صاحب معارف القرآن نے لکھا "اور وہ جانتا ہے جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے" اَلْبَرّ کا ترجمہ: کنز الایمان اور احسن البیان میں ایک جیسا ہے یعنی خشکی جبکہ معارف القرآن میں جنگل کی گیا۔ اور اَلْبَحْر کا ترجمہ: احسن البیان اور معارف القرآن میں ایک جیسا ہے یعنی دریا جبکہ کنز الایمان میں تری کیا گیا، الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کی لغوی و اصطلاحی وضاحتیں اور آئمہ تفسیر کی تصریحات کی روشنی میں ہم اس کا جائزہ لیتے ہیں:

الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کی لغوی وضاحت:

لسان العرب میں مرقوم ہے:

والبَرُّ: ضد البحر، وهو اليابسةُ. **(ابن منظور، لسان العرب ، جمال الدين ابن منظور الإفريقى (المتوفى: 711هـ) الناشر: دار صادر – بيروت،الطبعة: الثالثة - 1414 هـ،ج4،ص59)۔**

البَرُّ" سمندر کے مقابل ہے، یعنی خشکی "**البَحْرُ**: الماءُ الكثيرُ، مِلْحاً كان أَو عَذْباً، وهو خلاف البَرِّ، سُمِّيَ بذلك لِعُمقِهِ واتِّساعِهِ **(ابن منظور، لسان العرب ، جمال الدين ابن منظور الإفريقى (المتوفى: 711هـ) الناشر: دار صادر – بيروت،الطبعة: الثالثة - 1414 هـ،ج2،ص53)۔**

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE
REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.03 (2025)

"بہت زیادہ پانی، چاہے وہ نمکین ہو یا میٹھا، اور یہ خشکی (بَر) کے برعکس ہے۔ اسے اس کے گہرے اور وسیع ہونے کی وجہ سے بحر کہا گیا"

تاج العروس میں مرقوم ہے:

والبَرُّ: الأرضُ الواسعةُ المُمتَدَّةُ، وهو ضدُّ البحرِ.**(الزبیدی، مرتضی الحسینی .تاج العروس من جواهر القاموس، ج: 7 ص: 203، دار الهدایه، قاهره، 1422هـ۔)** البَرُّ" سے مراد ہے: وہ وسیع پھیلی ہوئی زمین جو سمندر کے مقابل ہے۔ اور کہا گیا ہے: "البَرُّ" وہ ہے جو اپنے قول میں سچا ہو یا پرہیزگار

البَحْرُ: موضع الماء الواسع الذي لا يُحصى مدّه وامتداده، ويُقَال له أيضاً النهر الكبير۔**(الزبیدی، مرتضی الحسینی .تاج العروس من جواهر القاموس، ج: 15، ص: 407، دار الهدایه، قاهره، 1422هـ۔)** "وسیع پانی کی جگہ جس کی وسعت اور پھیلاؤ شمار سے باہر ہو، اور اسے ندی یا بڑا دریا بھی کہا جاتا ہے"

البَرّ کا مطلب عام طور پر خشکی، میدان، زمینی حصے وغیرہ کیا جاتا ہے جو کہ البحر یعنی پانی تری سمندر وغیرہ کی ضد اور متضاد ہے۔ بحر کی لغوی بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ اس کے معانی میں سمندر، دریا ندی یا پانی کا بہت بڑا ذخیرہ جس کی وسعت اور پھیلاو شمار سے باہر ہو اس پر بحر کا اطلاق ہوتا ہے۔

الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کی تفسیری وضاحت:

امام فخر الدین الرازی کے بقول:

وَفِيهِ دَقِيقَةٌ أُخْرَى وَهِيَ: أَنَّهُ تَعَالَى قَدَّمَ ذِكْرَ الْبَرِّ، لِأَنَّ الْإِنْسَانَ قَدْ شَاهَدَ أَحْوَالَ الْبَرِّ، وَكَثْرَةَ مَا فِيهِ مِنَ الْمُدُنِ وَالْقُرَى وَالْمَفَاوِزِ وَالْجِبَالِ وَالتِّلَالِ، وَكَثْرَةَ مَا فِيهَا مِنَ الْحَيَوَانِ وَالنَّبَاتِ وَالْمَعَادِنِ. وَأَمَّا الْبَحْرُ فَإِحَاطَةُ الْعَقْلِ بِأَحْوَالِهِ أَقَلُّ إِلَّا أَنَّ الْحِسَّ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ عَجَائِبَ الْبِحَارِ فِي الْجُمْلَةِ أَكْثَرُ وَطُولَهَا وَعَرْضَهَا أَعْظَمُ وَمَا فِيهَا مِنَ الْحَيَوَانَاتِ وَأَجْنَاسِ الْمَخْلُوقَاتِ أَعْجَبُ. (۔ **الرازی۔الكتاب: مفاتيح الغيب = التفسير الكبير، المؤلف: أبو عبد الله محمد بن عمر الرازي الملقب بفخر الدين الرازي (المتوفى: 606هـ) الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت،الطبعة: الثالثة - 1420هـ،ج13،ص11)**

" اور اس میں ایک لطیف نکتہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خشکی کا ذکر پہلے کیا کیونکہ انسان نے خشکی کے حالات دیکھ رکھے ہیں، اور اس میں شہروں، بستیوں، بیابانوں، پہاڑوں اور ٹیلوں کی کثرت دیکھی ہے، اور اس میں جانوروں، نباتات اور معدنیات کی بہتات کا مشاہدہ کیا ہے۔ لیکن سمندر کے حالات کا احاطہ عقل سے کم ہی ممکن ہے، البتہ حواس اس پر دلالت کرتے ہیں کہ مجموعی طور پر سمندروں کے عجائبات زیادہ ہیں، اور ان کی لمبائی اور چوڑائی زیادہ عظیم ہے، اور ان میں موجود جانور اور مخلوقات کی اقسام زیادہ حیرت انگیز ہیں"

ابن کثیر کے بقول:

وَقَوْلُهُ{وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ} أَيْ:يُحِيطُ عِلْمُهُ الْكَرِيمُ بِجَمِيعِ الْمَوْجُودَاتِ بَرِيهَا وَبَحْرِيهَا لَا يَخْفَى عَلَيْهِ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ،(ابن کثیر،1420هـ، ج3،ص265)**(ابن كثير۔الكتاب: تفسير القرآن العظيم،المؤلف: أبو الفداء**

إسماعيل بن عمر بن كثير (المتوفى: 774هـ) الناشر: دار طيبة للنشر والتوزيع،الطبعة: الثانية 1420هـ - 1999 م،ج3 ص265)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان" اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے"اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کریم ذات کا علم تمام موجودات پر محیط ہے خواہ وہ خشکی میں ہوں یا سمندر میں۔ان میں سے کوئی چیز بھی اللہ تعالی سے پوشیدہ نہیں۔

راجح قول:

لغوی تشریحات اور امام فخر الدین الرازی، اور امام ابن کثیر کی تصریحات کی روشنی میں ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کے ترجمہ میں صاحب معارف القرآن نے لکھا" اور وہ جانتا ہے جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے" البر کا ترجمہ "جنگل" خشکی کے ایک قطعہ، کو تو بیان کرتا ہے مگر اس سے پوری زمین یا ساری خشکی مراد لینا محال ہے جبکہ جنگلوں، میدانوں ریگستانوں شہروں، بستیوں، بیابانوں، پہاڑوں اور ٹیلوں وغیرہ، سب پر خشکی کا اطلاق ہوتا ہے۔اور البر کا معنیٰ جنگل، خشکی کی صرف ایک قسم کا بیان ہے، جس کی وجہ سے البر کی وسعت محدود ہو کر رہ جاتی ہے، جو آیہ مبارکہ کا کامل طور پر مقصود نہیں کہلا سکتا۔وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کا کنز الایمان کا ترجمہ "اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے" اور احسن البیان کا ترجمہ "اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہیں اور جو کچھ دریاؤں میں ہیں" دونوں تراجم ہی آیہ مبارکہ کے معانی و مفاہیم کو بہتر طور پر واضح کرتے ہیں۔کنز الایمان میں البحر کا ترجمہ تری اس لحاظ سے زیادہ مناسب لگتا ہے کہ تری میں پانی کے تمام ذرائع، سمندر، دریا، ندی یا وسیع و عریض ذخیرے وغیرہ سب سموئے نظر آتے ہیں، اس لحاظ سے کنز الایمان اور احسن البیان دونوں کے تراجم زیادہ مناسب اور راجح معلوم ہوتے ہیں۔

اختتام

خنزیر کے گوشت کا اسلامی اور مغربی معاشروں میں رویہ نمایاں اختلافات رکھتا ہے۔اسلام میں قرآن و سنت کی روشنی میں اس کا استعمال قطعی طور پر حرام ہے، اور اس سے اجتناب مسلمان معاشروں میں مذہبی، اخلاقی اور ثقافتی شناخت کا حصہ ہے۔مغربی معاشروں میں خنزیر کا گوشت عام غذا ہے اور اس کے استعمال پر مذہبی پابندیاں نہیں ہیں، بلکہ صنعتی پیداوار اور تجارت کے ذریعے یہ معاشرتی اور اقتصادی طور پر منظم ہے۔اس تقابلی جائزے سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی ممانعت صرف عقیدے پر مبنی نہیں بلکہ صحت، اخلاق اور سماجی نظم کے اصولوں پر بھی مبنی ہے۔مغربی معاشروں میں اس کے استعمال کے پیچھے ثقافتی روایات، ذاتی پسند اور اقتصادی فوائد اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ نتیجتاً، خنزیر کے گوشت کے بارے میں اختلاف مذہبی، صحت، سماجی اور ثقافتی بنیادوں پر قائم ہے، اور اس کا ادراک دونوں معاشروں میں متعلقہ رویوں کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔